

# سب بچوں کے لیے لازمی تعلیم کی لاگت

۲۰۱۳ء

سندھ میں پرائمری اور سکندری تعلیم کا واقعاتی مطالعہ

ڈاکٹر پرویز طاہر اور وسیم سلیم

پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف لیبر ایجوکیشن اینڈ ریسرچ



ڈاکٹر پرویز طاہر نے کیمبرج یونیورسٹی سے معاشیات میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ انہوں نے منصوبہ بندی کمیشن کے چیف اکنامسٹ کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ ڈاکٹر پرویز کیمبرج یونیورسٹی کے شعبہ معاشیات میں جون رومن میوریل لیکچرر، جی سی یونیورسٹی لاہور میں محبوب الحق پروفیسر برائے معاشیات، ایف سی سی یونیورسٹی لاہور کے شعبہ معاشیات میں سربراہ اور پروفیسر بھی رہ چکے ہیں۔ ڈاکٹر پرویز یو این ڈی پی ترقیاتی رپورٹ کے شمار پاتی مشاورتی عمل کا حصہ بھی تھے۔ اس وقت وہ فری لانس معاشی ماہر کی حیثیت سے تحریر و تقریر سے وابستہ ہیں۔

وسیم سلیم نے ٹیکن ہاؤس پمیل یونیورسٹی (بی این یو) سے بزنس اکنامکس میں ایم فل میں سونے کا تمغہ حاصل کیا۔ وہ انسٹی ٹیوٹ برائے پبلک پالیسی سے ریسرچ ایسوسی ایٹ کی حیثیت سے وابستہ رہ چکے ہیں اور اس وقت بی این یو، لاہور کے شعبہ معاشیات میں لیکچرر کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔

پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف لیبر ایجوکیشن اینڈ ریسرچ (پائلر) 1982ء میں قائم ہوا۔ پائلر مزدور حقوق، سماجی انصاف، انسانی ترقی اور محفل میں امن و یکجہتی کے فروغ کے حوالے سے تحقیق، تعلیم، پالیسی ایڈووکیسی اور نیٹ ورکنگ میں مصروف عمل ہے۔ ریسورس سینٹر کی حیثیت سے پائلر محنت کش تحریک کے لیے ایڈووکیسی اور مقامی، قومی، علاقائی و عالمی شراکت داروں کے ساتھ رابطے کے ذریعے وسیع تر سماجی انصاف کے حصول کے لیے کوشاں ہے۔



سب بچوں کے لیے لازمی تعلیم کی لاگت

سندھ میں پرائمری اور سکندری تعلیم کا واقعاتی مطالعہ

ڈاکٹر پرویز طاہر اور وسیم سلیم

پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف لیبر ایجوکیشن اینڈ ریسرچ

سب بچوں کے لیے لازمی تعلیم کی لاگت  
سندھ میں پرائمری اور سکینڈری تعلیم کا واقعاتی مطالعہ

ڈاکٹر طاہر پرویز اور وسیم سلیم

پہلی اشاعت: اکتوبر 2013ء

سرورق: اے جی پرنٹنگ سروسز، کراچی۔

ناشر:

پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف لیبر ایجوکیشن اینڈ ریسرچ

پائلر سینٹر:

ST-001، سیکٹر X، سب سیکٹر V،

گلشن معمار، کراچی۔ 75340، پاکستان

فون: 7-1145 3635 (21-99)

فیکس: 36350354 (21-92)

ویب: [www.piler.org.pk](http://www.piler.org.pk)

ای میل: [piler@cyber.net.pk](mailto:piler@cyber.net.pk)

اس مقالے کی اشاعت میں پائلر جرمنی کے دوا داروں، ٹیرے دی ہومز (Terre des hommes) اور میڈیکو انٹرنیشنل (Medico International) کی مالی معاونت کا معترف ہے۔



Terre des hommes, Germany



medico international

## پیش لفظ

پاکستان کا سماجی تحفظ کا نظام کارکنوں کے اخراج، پسند کے انتخاب، بجٹ میں مختص کیے گئے محدود وسائل کے علاوہ تنظیمی مسائل اور بناوٹ کے نقائص سے عبارت ہے۔ اس نظام میں کارکن اور غیر کارکن کی تقسیم کی وجہ سے نہ تو یہ کارکنوں کی بڑی تعداد کو سہولت پہنچا پاتا ہے اور نہ اس کا دائرہ کار اتنا وسیع ہے کہ اسے موزوں کہا جاسکے۔

پاکستان کے آئین کی دفعہ 38 اے واضح طور پر ہدایت کرتی ہے کہ ریاست ”... پاکستان کی ملازمت میں یا بصورت دیگر، تمام ملازم افراد کو لازمی سماجی بیمے کے ذریعے یا کسی اور طرح سماجی تحفظ فراہم کرے گی۔“ آئین کی یہ تفصیلی دفعہ اور ”بنیادی حقوق“ کے بارے میں آئین کا حصہ، عالمی ادارہ محنت (آئی ایل او) کے فرغ دیے ہوئے سماجی تحفظ کے اس تصور کے مطابق ہے جس میں: (الف) متعدد سماجی منتقلیوں (نقد یا جنس) کے ذریعے بنیادی تنخواہ کا تحفظ؛ (ب) صحت، پانی، صفائی ستھرائی، تعلیم، خوراک کا تحفظ، رہائش اور قومی ترجیحات کے مطابق دیگر بنیادی سماجی خدمات، ہر شہری کو لازمی فراہم کرنے کی ضمانتیں شامل ہیں۔

روایتی طور پر ”وسائل کی قلت“ کو سماجی اخراجات کی راہ میں کلیدی رکاوٹ قرار دیا جاتا ہے۔ ریاست کے سالانہ بجٹ کا بڑا حصہ قرضوں کی ادائیگی، دفاع، وفاقی اخراجات اور زرتلانی کی مدوں میں صرف ہو جاتا ہے، جو باقی بچتا ہے وہ تعلیم، صحت، ماحول اور سماجی تحفظ جیسے معاشرتی اخراجات پر خرچ ہوتا ہے، جو نہ تو ان مدوں کے لیے کافی ہے اور نہ اسے موثر اور باکفایت انداز میں خرچ کیا جاتا ہے، کیونکہ ہر مالی سال کے اختتام پر غفلت اور کوتاہیوں کی رپورٹیں سامنے آتی ہیں۔

سماجی تحفظ کا موجودہ نظام، حقوق پر مبنی سماجی تحفظ کے نظام سے بہت دور ہے۔ یہ حقوق کی پیروی کرنے والے حلقے کی اس تازہ بحث سے بھی بہت فاصلے پر ہے جس میں اصرار کیا جا رہا ہے کہ سماجی تحفظ کے دائرے میں سماجی معاونت، سماجی تحفظ، مزدور قوانین، سرکاری ملازمتیں، قدرتی ماحول کا تحفظ اور بدلے موسموں کے اثرات سے عوام کا تحفظ شامل ہونا چاہیے۔ موجودہ نظام کی عدم موزونیت، اس کے اخراجی انداز فکر کی وجہ سے پیچیدہ ہو گئی ہے، جو نہ تمام شہریوں کو لازمی سہولتیں فراہم کرتا ہے اور نہ ان سب افراد کو اپنے دائرے میں شامل کرنے کی کوشش کر پاتا ہے جن کی خدمت کا وعدہ کیا گیا ہے۔

سماجی تحفظ کے موضوع پر مفید اور نتیجہ خیز بحث کے لیے ضروری ہے کہ شہریوں کے حقوق پر مبنی ایسے تصور کو فروغ دیا جائے جو سب کا احاطہ کرتا ہو۔ ریاست اور معاشرے کی موجودہ تقسیم اور حد سے بڑھی نابرابری کی وجہ سے پسپا ہوتے جمہوری نظام کے پیش نظر ضروری ہے کہ شہریوں کے تحفظ کو ملک کی جغرافیائی سرحدوں کے تحفظ پر ترجیح دی جائے۔

اس تصور کو فروغ دینے کا ایک اہم ذریعہ، سماجی تحفظ کی لاگت کا تجزیہ کرنا اور اس بحث کے لیے ماحول بنانا ہے کہ یہ کیسے ممکن بنایا جاسکتا ہے۔ ”سماجی تحفظ کی لاگت“ کے موضوع پر یہ مقالہ (ڈسکشن پیپر)، فلاحی ریاست کے وسیع تر ہوتے مقصد کی تکمیل کے لیے سماجی تحفظ کے امکان کا تناظر وسیع کرنے کی سمت ایک قدم ہے۔ ڈاکٹر پرویز طاہر اور وسیم سلیم کے تحریر کردہ اس مقالے میں، تعلیم کو اس کی سماجی اہمیت اور 2010ء کی آئینی ترمیم کے بعد صوبائی حکومتوں کے کردار کی روشنی میں، سماجی تحفظ کے ایجنڈے کے طور پر چنا گیا ہے۔

فاضل مقالہ نگاروں نے صوبہ سندھ میں مفت اور لازمی پرائمری اور سکندری تعلیم کی لاگت کو موضوع بنایا ہے۔ یہ نمونہ سماجی تحفظ کے دیگر شعبوں پر لاگو کیا جاسکتا ہے۔ مقالہ نگاروں نے وسائل مختص کرنے کے پیچیدہ سوال کے چند واضح جوابات تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ امید ہے کہ یہ مقالہ اس مقصد کے لائحہ عمل کے لیے مذاکرات کی بنیاد فراہم کر سکے گا جو اب ہر پاکستانی بچے کا بنیادی حق ہے۔ یعنی تعلیم کا حق (دفعہ 25 اے)۔

## سب بچوں کے لیے لازمی تعلیم کی لاگت سندھ میں پرائمری اور سکندری تعلیم کا واقعاتی مطالعہ

یہ دیکھ کر غصہ آتا ہے کہ ناقدین صرف اس وقت ناقابل برداشت 'لاگت' کے نعرے لگاتے ہیں جب فائدہ اٹھانے والے غریب اور بھوکے ہوں۔ امر تہ سین

### ۱۔ تعارف

بین الاقوامی مالیات بحران کے بعد آنے والی عالمی اقتصادی کساد بازاری سے پہلے سماجی تحفظ کا جو تصور عموماً تسلیم کیا جاتا تھا وہ عالمی ادارہ محنت کے 1959ء کے کنونشن 102 برائے سماجی تحفظ (کم از کم معیار) کا فراہم کردہ تھا۔ وہ مظہر جسے عظیم کساد بازاری کا نام دیا گیا ہے، اس کے نتیجے میں بڑے پیمانے پر پھیلنے والی بد حالی نے ملکوں اور ترقیاتی برادری کے لوگوں کو سماجی تحفظ کے بارے میں از سر نو سوچنے پر مجبور کر دیا۔ غربت، کمزوری اور محرومی سے نمٹنے کے لیے سماجی تحفظ کا وسیع تر تصور اختیار کیا گیا ہے۔ اب مستقل بندوبست کے ذریعے تمام سطحوں پر حقوق دلانے کی طرف توجہ دی جا رہی ہے۔ ایک ایسے معاشی نظام کی ضرورت ہے جس میں بہ کفایت معیار زندگی کے آفاقی تحفظ کا انتظام موجود ہو۔ حقوق کی ضمانت دی جانی ضروری ہے، یہ نہیں کہ یہ معاملہ نیولبرل حکومتوں کے ماتحت ملکوں کے بین الاقوامی مالی اداروں کے سوشل سیفٹی نیٹس پر چھوڑ دیا جائے۔

پاکستان میں سماجی تحفظ کا دائرہ انتہائی محدود ہے۔ جی ڈی پی کی فقط 0.2 فیصد رقم 5 فیصد سے بھی کم کارکنوں کو سماجی تحفظ فراہم کرنے کے لیے مختص کی گئی ہے۔ پاکستان میں حالیہ انتخابات کے نتیجے میں وفاقی سطح پر ایسی حکومت وجود میں آئی ہے جو فخر کرتی ہے کہ اس نے اپنے پچھلے ادوار میں ڈی ریگولیشن، آزاد کاری اور نجکاری کے نیولبرل ایجنڈے کا آغاز کیا۔ اب اس نے جھٹ آئی ایم ایف سے معاہدہ کیا جس کے تحت کفایت شعاری کے اقدامات کیے جائیں گے اور اصلاحات کے ایسے منصوبے پر عمل ہوگا جس میں ریاست کا کردار کم ہوگا اور سرکاری اداروں کی نجکاری کی جائے گی۔ اب سماجی خسارے کے بجائے مالیاتی خسارہ کم کرنے کی رٹ لگائی جا رہی ہے۔ 2008ء سے معیشت جمودی گرانی (stagflation) کی زد میں ہے۔ جو بھی معاشی نمو ہوئی ہے وہ صرف کے نتیجے میں ہوئی ہے۔ سرمایہ کاری اور بچت میں کمی ہوتی رہی ہے۔ اس کے نتیجے میں عدم مساوات، معاشرتی محرومی اور غیر رسمی شعبے میں روزگار منتقل ہونے کا سلسلہ بڑھا ہے۔ اختیارات سے محروم شہریوں کو باختیار بنانے کی ضرورت ہے نہ کہ جلد بازی میں بنائے گئے غربت میں کمی کے پروگراموں کی۔

سماجی تحفظ کے اس وسیع تر تصور میں جو ضمانتیں شامل ہیں، وہ یہ ہیں: (الف) مختلف سماجی منتقلیوں کے ذریعے (بشکل نقد یا جنس) آمدنی کا بنیادی تحفظ جیسے معمر اور معذور افراد کے لیے پنشنیں، بچوں کا وظیفہ، آمدنی میں معاونت کے لیے وظیفے اور / یا روزگار کی ضمانتیں اور بے روزگار افراد اور برسر روزگار غریبوں کے لیے سہولتیں، (ب) صحت، پانی اور صفائی ستھرائی، تعلیم، غذائی تحفظ، رہائش اور قومی ترجیحات کے مطابق متعین کردہ دیگر شعبوں میں لازمی سستی سماجی سہولتیں۔ اس وسیع پیمانے پر سماجی تحفظ کی لاگت کا تعین کرنا، لاگت نیز وقت کے لحاظ سے ایک بہت بڑا تحقیقی منصوبہ ہوگا۔ چنانچہ اس وسیع تر تصور کے صرف ایک عنصر سے آغاز کرتے ہیں۔ زیر نظر کاوش میں صرف تعلیم پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔

تعلیم سے زیادہ باختیار بنانے والی کوئی چیز نہیں۔ پاکستان کے وفاقی ڈھانچے میں یہ شعبہ صوبوں کی ذمہ داری ہے۔ آئین کی اٹھارہویں ترمیم میں تعلیم کو بنیادی حق قرار دے دیا گیا ہے۔ ایک نئی شق 25 اے تعلیم کا حق، شامل کی گئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ 'ریاست پانچ سے سولہ سال کی عمر کے تمام

بچوں کو اس طریقے سے مفت اور لازمی تعلیم فراہم کرے گی جس کا تعین قانون سے کیا جائے گا۔“ آئین کی رو سے یہ قانون، صوبائی اسمبلیاں زیادہ سے زیادہ ڈھائی سال میں وضع کریں گی۔ پاکستان، ترقی کے ہزار سالہ اہداف (MDGs) کا پابند ہے۔ ان اہداف میں سے ہدف 2 کے تحت پاکستان کو 2015ء تک تمام بچوں کو پرائمری تعلیم سے آراستہ کرنا ہے، جو ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ ساتویں مالیاتی کمیشن ایوارڈ کے تحت وسائل میں حصہ بڑھنے کے باوجود تعلیم کے لیے مختص رقم ضرورت سے بہت کم ہے۔ تعلیم پر اس خرچ کا نتیجہ بھی ناقص ترقیاتی حکمت ہائے عملی، ناکام طرز حکمرانی اور اداروں کی وجہ سے ناقابلِ بیان ہے۔ امن و تحفظ کے فقدان اور لڑکیوں کے اسکولوں پر دہشت گردوں کے حملوں سے وجود کو خطرات لاحق ہیں۔ مساوی اور شاملاتی (inclusive) نمو اور ترقی کے عمل میں پیچھے رہ جانے والوں کی عزت و وقار کی بحالی کو یقینی بنانے کے لیے عوامی اور حقوق پر مبنی طرز عمل کی ضرورت ہے۔ مواقع مساوی ہوں گے تو نتائج بھی مساویانہ برآمد ہوں گے۔

تعلیم پر توجہ کا مرکز بھی پاکستان کا صرف ایک صوبہ ہے۔ پورے پاکستان پر ہونے والی بحث اس حد تک مسخ ہو جاتی ہے کہ تعلیم کے وسائل کا تجزیہ، جو بنیادی طور پر صوبائی معاملہ ہے، وفاقی ترجیحات و وسائل کے حوالے سے کیا جاتا ہے اور صوبوں کی باہمی شعبہ جاتی ترجیحات پس منظر میں چلی جاتی ہیں۔ اس مقالے میں صوبہ سندھ میں شق 25 اے کے مکمل نفاذ کو یقینی بنانے کی لاگت کا تخمینہ لگانے کی کوشش کی گئی ہے۔ مذکورہ شق کو موثر بنانے کے لیے سندھ کمپلری پرائمری ایجوکیشن آرڈیننس 2001ء کی جگہ 11 مارچ 2013ء کو سندھ رائٹ آف چلڈرن ٹوفری اینڈ کمپلری ایجوکیشن ایکٹ لایا گیا ہے۔ اس ایکٹ پر عملدرآمد کے لیے لازم ہوگا کہ:

- ایکٹ کے نفاذ کی تاریخ سے، دو سال کے اندر جن علاقوں میں اسکول نہیں ہیں، حکومت اور مقامی حکام وہاں اسکول قائم کریں۔
- حکومت کاروباری حلقوں، اداروں اور معاشرے کے دوسرے طبقات کو بھی ترغیبات دے کر حوصلہ افزائی کرے گی کہ مفت اور لازمی تعلیم کی فراہمی کے لیے اسکول قائم کریں۔
- حکومت اس ایکٹ پر عملدرآمد کے لیے سرمائے اور جاری اخراجات کے تخمینے تیار کرے گی۔
- ہر بچے کی حاضری کو یقینی بنانے کے لیے اسکولوں میں انتظامی کمیٹیاں قائم کی جائیں گی۔ عدم تعمیل کے لیے سزائیں بھی تجویز کی گئی ہیں۔

## II۔ گزشتہ رجحانات

آبادی کے گروپوں اور صوبوں کے لحاظ سے فیصدی تقسیم لیبر فورس سرویز میں دی گئی ہے۔ ہم متعلقہ برسوں کے لیے صوبائی آبادی معلوم کرنے کے لیے مجموعی آبادی پر ان شرح ہائے فیصد کا اطلاق کرتے ہیں۔ جدول 1 میں عمر کے مختلف گروپوں کے لحاظ سے آبادی کی نمودی گئی ہے۔ سب سے زیادہ نمو 10 سے 14 سال کے گروپ کی ہے جس سے سندھ کی معیشت میں نوجوانوں کی ابھرتی ہوئی آبادی کی عکاسی ہوتی ہے۔ اس گروپ کو تعلیم دینا صوبے کی ترقی کے لیے بے حد ضروری ہے۔ اس مدت میں ایک حوصلہ افزا پہلو یہ ہے کہ 10 سے 14 سال کی عمر کے بچوں کی اسکول میں داخلوں کی شرح، اس عمر کے بچوں کی آبادی میں اضافے کی شرح سے زیادہ ہے۔

## جدول 1

عمر کے مختلف گروپوں کے لحاظ سے آبادی میں اضافہ

سال	آبادی کی عمر (ملین)	پرائمری اسکول میں داخلے (ملین)	مڈل اور میٹرک میں داخلے (10 تا 14 سال)*
	5-9	10-14	ملین فیصد
2001-02	6.1	4.2	3.86 63.0
2002-03	6.2	4.4	4.12 66.7
2003-04	6.2	4.6	4.41 70.7
2004-05	6.3	4.9	4.71 75.0
2005-06	6.3	5.1	5.06 80.0
2006-07	6.6	5.4	5.23 79.0
2007-08	6.4	5.7	5.12 80.0
2008-09	6.4	5.9	5.42 84.0
2009-10	6.4	5.9	5.44 84.7
2010-11	6.5	6.2	5.46 84.0
2011-12	6.5	6.4	5.17 79.0
شرح نمو (فیصد)	0.7	4.4	3.0 7.2

\* جن برسوں کے اعداد و شمار دستیاب نہیں ہیں، وہاں معلوم برسوں کے اعداد و شمار کی بنیاد پر اندازہ لگایا گیا ہے۔  
ذریعہ: لیبر فورس سروے اور پی ایس ایل ایم ایس۔

اگلا قدم پرائمری، مڈل اور میٹرک (ہائی اسکول) میں داخل طلبہ کی مجموعی تعداد کا حساب لگانا ہے۔ داخلے کے اعداد و شمار پاکستان سوشل اینڈ لوگنگ اسٹینڈرڈز میٹرومنٹ سروے (PSLSM) سے لیے گئے ہیں۔ یہ سروے پاکستان، دفتر شماریات (PBS) وقفے وقفے سے شائع کرتا ہے۔ چنانچہ جن برسوں کے اعداد و شمار دستیاب نہیں ہیں وہاں تخمینہ لگایا گیا ہے۔ سروے کے مطابق ہر سطح پر عمر کے متعلقہ گروپ اس طرح ہیں:

پرائمری: متعلقہ عمر 5 تا 9 سال

مڈل: متعلقہ عمر 10 تا 12 سال

ہائی اسکول: متعلقہ عمر 13 تا 14 سال

جدول 2 میں مختلف سطحوں پر داخل طلبہ کی تعداد دکھائی گئی ہے۔ تینوں سطحوں پر داخلے کی نمو، عمر کے متعلقہ گروپ کی آبادی کی نمو سے زیادہ ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آبادی کا وہ حصہ گھٹ رہا ہے جو اسکول میں داخل نہیں۔ تاہم یہ آبادی اب بھی خاصی زیادہ ہے۔

جدول 2  
مختلف جماعتوں میں زیر تعلیم طلبہ کی تعداد

سال	پرائمری	مڈل	ہائی اسکول	سکندری تعلیم
2001-02	3.86	0.71	0.88	1.59
2002-03	4.12	0.80	0.96	1.76
2003-04	4.41	0.90	1.05	1.95
2004-05	4.71	1.02	1.14	2.16
2005-06	5.06	1.12	1.12	2.25
2006-07	5.23	1.17	1.23	2.40
2007-08	5.12	1.30	1.24	2.55
2008-09	5.42	1.44	1.47	2.91
2009-10	5.44	1.46	1.58	3.04
2010-11	5.46	1.48	1.69	3.17
2011-12	5.17	1.51	1.67	3.19
شرح نمو (فیصد)	2.97	7.85	6.67	7.21

جدول 3 میں 2000-01ء سے 2010-11ء تک کے عرصے میں، مختلف درجوں میں، سرکاری اور نجی شعبے میں داخل طلبہ کی تعداد کا موازنہ کیا گیا ہے۔ مجموعی داخلوں میں نجی شعبے کا حصہ گزشتہ عشرے کے برابر، یعنی تقریباً 30 فیصد ہے۔ شہری علاقوں میں نجی شعبے کا کردار سرکاری شعبے کے مقابلے میں نمایاں ہے۔ شہری علاقوں کے تقریباً 57 فیصد بچے نجی اسکولوں میں جاتے ہیں۔ اس کے برخلاف دیہی علاقوں میں نجی شعبے کا کردار بہت کم ہے۔ دیہی علاقوں میں زیر تعلیم طلبہ کی صرف 4 فیصد تعداد نجی اسکولوں میں جاتی ہے۔ پالیسی کی سطح پر اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سرکاری شعبے کو دیہی علاقوں میں پائے جانے والے بڑے خلا کو پُر کرنے پر توجہ دینی چاہیے اور شہری علاقوں میں نجی شعبے کی توسیع کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ علاوہ ازیں سرکاری شعبے کو، خاص طور پر دیہی علاقوں میں لڑکیوں اور لڑکوں کے داخلوں میں پائے جانے والے بڑے فرق کو کم کرنے میں مقابلتاً زیادہ ذمے داریاں اٹھانی چاہئیں۔



جدول 3  
کل داخلوں میں سرکاری اور نجی شعبوں کا حصہ (فیصد)

دیہی		شہری		تمام شعبے		
نہجی	سرکاری	نہجی	سرکاری	نہجی	سرکاری	
200-01						
3.2	96.8	54.3	45.7	29.8	70.2	پرائمری
3.7	96.3	42.7	57.3	33.9	66.1	مڈل
2.3	97.7	37.1	62.9	30.3	69.7	سکنڈری
3.2	96.8	49.6	50.4	30.5	69.5	کل
2011-12						
4.2	95.8	59.4	40.6	29.7	70.3	پرائمری
4.7	95.3	53.5	46.5	35.2	64.8	مڈل
3.2	96.3	54.2	45.8	38.4	61.6	سکنڈری
4.3	95.7	57.3	42.7	31.6	68.4	کل

ذریعہ: پاکستان ایجوکیشن سٹینڈرڈس مختلف شمارے

جدول 4 میں ایک ہی مدت کے دوران پرائمری اور سکنڈری تعلیم کے بجٹ اخراجات دکھائے گئے ہیں۔ گزشتہ برسوں کے مقابلے میں 2011-12 میں پرائمری اور سکنڈری تعلیم کے اخراجات میں نمایاں اضافہ دیکھنے میں آتا ہے۔

جدول 4  
پرائمری اور سکنڈری تعلیم کے بجٹ اخراجات (ملین روپے)

سکنڈری تعلیم			پرائمری تعلیم			سال
کل اخراجات	ترقیاتی اخراجات	جاری اخراجات	کل اخراجات	ترقیاتی اخراجات	جاری اخراجات	
3,470	112	3,358	7526	9	7517	2001-02
4,995	243	4,752	7221	112	7109	2002-03
5,934	54	5,880	7839	49	7790	2003-04
5,946	224	5,722	9316	489	8827	2004-05
9,072	814	8,258	10966	543	10423	2005-06
6,252	777	5,475	7796	1296	6500	2006-07
10,382	77	10,305	13431	150	13281	2007-08
14,292	2,183	12,109	19897	2089	17808	2008-09
13,809	588	13,221	19462	1750	17712	2009-10
18,737	824	17,913	25444	2456	22988	2010-11
26,697	269	26,428	51811	3876	47935	2011-12

ذریعہ: پی آر ایس پی پروگریس رپورٹ

### III-14-2013ء تک تمام بچوں کو اسکول بھیجنے کی لاگت

اس حصے میں دیے ہوئے مفروضات کے تحت 2013-14ء میں متعلقہ عمر کے تمام بچوں کو اسکول بھیجنے کی لاگت کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔

سب سے پہلے ہم 2011-12ء کے لیے مختلف سطحوں پر لاگت فی طالب علم کا تخمینہ لگاتے ہیں۔

$$EPS = \frac{TBE}{TES}$$

EPS = فی طالب علم لاگت دی گئی سطح پر

TBE = 2011-12ء میں تعلیم کی دی گئی سطح پر مجموعی بجٹ اخراجات

TES = 2011-12ء میں متعلقہ سطح پر اسکول میں داخل طلبہ کی مجموعی تعداد

جدول 5 میں پرائمری اور سکینڈری تعلیم کی فی طالب علم لاگت علیحدہ علیحدہ دکھائی گئی ہے۔ 2011-12ء میں پرائمری طالب علم کی لاگت تقریباً 14,242 روپے ہے جبکہ سکینڈری طالب علم کے لیے 2011-12ء میں فی طالب علم لاگت تقریباً 13,158 روپے ہے۔

#### جدول 5

2011-12ء میں سرکاری شعبے کے اسکولوں میں داخل طلبہ کی تعداد اور اخراجات

سکینڈری	پرائمری	اکائی	
2.03	3.64	ملین (تعداد)	سرکاری اسکولوں میں داخل طلبہ کی تعداد
26,697	51,811	ملین روپے	سرکاری اخراجات
13,158	14,242	روپے	فی طالب علم اخراجات

مستقبل میں نجی شعبے کے کردار کا تعین کرنے کے لیے فی اکائی لاگت کا تخمینہ درکار ہے۔ نیشنل ایجوکیشن سینس 2005ء کے مطابق حکومت نجی شعبے کے اسکولوں کو مالی امداد فراہم کرتی ہے۔ پہلے ہم فی طالب علم سرکاری امداد کا تخمینہ (GPS) لگائیں گے۔

$$GPS = \frac{\text{Total Grant}}{\text{Number of Enrolled Students}} \quad \text{فی طالب علم سرکاری امداد} = \frac{\text{امداد کی رقم}}{\text{داخل طلبہ کی تعداد}}$$

یہ یاد دہانی ضروری ہے کہ حکومت کے مجموعی اخراجات کا تخمینہ لگانے کے لیے یہ فرض کیا گیا ہے کہ مکمل مالی ذمے داری حکومت کی ہے۔

$$TE = TPES + TGPS$$

$$TPES = EPS * TESP$$

$$TGPS = GPS * TESPR$$

TE = حکومت کی طرف سے مجموعی اضافی اخراجات

TPE = سرکاری اسکولوں کے کل اخراجات

TGPS = حکومت کی طرف سے نجی شعبے کو دی گئی کل امداد

GPS = فی طالب علم امداد

TESPR = نجی شعبے میں داخل طلبہ کی کل تعداد

EPS = حکومت کی طرف سے کیے گئے فی طالب علم اخراجات

TESP = سرکاری اسکولوں میں داخل طلبہ کی کل تعداد

حتمی طور پر اب ہمیں 5 تا 9 سال اور 10 تا 14 سال عمر کے ان بچوں کی کل تعداد بالترتیب معلوم کرنی ہے جو اسکول نہیں جاتے۔ تکنیکی ضمیمہ (Technical Annex) متعلقہ عمروں کے اسکول نہ جانے والے بچوں کا تخمینہ لگانے کا طریقہ ظاہر کرتا ہے۔ نتیجے سے یہ اہم انکشاف ہوتا ہے کہ 2011-12ء میں 5 تا 9 سال عمر سے تقریباً 3.275 ملین بچے اور 10 تا 14 سال عمر کے 2.870 ملین بچے اسکول نہیں جا رہے تھے۔ تفصیل جدول 6 میں بتائی گئی ہے۔

#### جدول 6

پرائمری اسکول میں تعلیمی سطح کے لحاظ سے 5 تا 14 سال کے اسکول نہ جانے والے بچوں کا تخمینہ (ملین)

سال	5 تا 9 سال کی عمر کے بچے	10 تا 14 سال کی عمر کے بعد	پرائمری اسکول میں کل داخلے	پرائمری اسکول میں داخل 9 سال سے زائد عمر کے بچے	سکنڈری اسکول میں داخل 10 تا 14 سال عمر کے بچے	اسکول نہ جانے والے 5 تا 9 سال عمر کے بچے	اسکول نہ جانے والے 10 تا 14 سال عمر کے بچے
2001-02	6.13	4.18	3.86	2.45	1.26	0.96	1.96
2011-12	6.55	6.44	5.17	3.28	1.63	1.93	2.87
شرح نمو	0.66	4.42	2.97	2.94	2.62	7.24	

جدول 7 میں بتایا گیا ہے کہ 2013-14ء میں تمام بچوں کو اسکول بھیجنے کی لاگت کیا ہوگی۔ 2011-12ء کی قیمتوں پر تمام بچوں کو 2013-14ء میں اسکول بھیجنے کی لاگت 59.7 ارب روپے کے لگ بھگ ہوگی۔ اس تخمینہ کی بنیاد اس مفروضے پر ہے کہ اسکول نہ جانے والے بچوں کو ہر شعبے میں داخل بچوں کے موجودہ تناسب کی بنیاد پر سرکاری اور نجی شعبے کے اسکولوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ اگر اسکول نہ جانے والے تمام بچوں کو سرکاری اسکولوں میں داخل کر دیا جائے تو اس کی لاگت تقریباً 58.8 ارب روپے ہوگی۔ اگر بچوں کو سرکاری اور نجی اسکولوں میں بھیجا گیا تو یہ لاگت تبدیل ہو جائے گی۔ لاگت کا تخمینہ جی ڈی پی ڈی فلیٹر کا اطلاق کرتے ہوئے موجودہ قیمتوں کی بنیاد پر لگایا گیا ہے۔ 2013-14ء میں تمام طلبہ کو اسکول بھیجنے کی لاگت 70 سے 102 ارب روپے ہوگی، بشرطیکہ اسکول نہ جانے والے بچوں کو سرکاری اور نجی اسکولوں میں داخل کیا جائے۔

## جدول 7

2013-14ء میں تمام بچوں کو اسکول بھیجنے کی لاگت (2011-12ء کی قیمتوں پر)

اسکول نہ جانے والے بچوں کی کل تعداد	سرکاری اسکول میں داخل بچوں کی تعداد (TESP)	انجی شعبے میں داخل طلبہ کی کل تعداد (TESPR)	فی طالب علم حکومت کے اخراجات (EPS)	سرکاری اسکولوں کے کل اخراجات (TPES)	فی طالب علم امداد (GPS)	انجی شعبے کو حکومت کی کل امداد (TGPS)	کل اخراجات (TE)
ملین تعداد	روپے	ملین روپے	روپے	ملین روپے	روپے	ملین روپے	
پرائمری	3.17	2.34	0.83	14,242	33,326	471	390
33,716							
سکندری	3.09	1.96	1.13	13,158	25,789	147	166
25,955							
مجموعی اخراجات	6.26	4.3	1.96		59,115		556
59,716							

اس طریقے میں مندرجہ ذیل مفروضے استعمال کیے گئے ہیں:

$$PRO = NR$$

POR = کسی خاص سطح پر پاس آؤٹ کی شرح

NR = نئے داخلے کی شرح

اگر  $NR < POR$  ہو تو 2013-14ء کی لاگت 70 ارب روپے سے کم ہے۔

اگر  $NR > POR$  ہو تو 2013-14ء کی لاگت 70 ارب روپے سے زیادہ ہے۔

### IV- مستقبل میں 100 فیصد داخلے کو یقینی بنانے کی لاگت

مندرجہ بالا طریقہ کسی ایک سال پر لاگو کیا جائے تو سیدھا سادہ ہے۔ اس میں ہم ایک ہی جماعت دوبارہ پڑھنے والے طلبہ کے اثر کو نظر انداز کر سکتے ہیں۔ اس میں تعلیم چھوڑ دینے والوں کی شرح کا لحاظ بھی رکھا گیا ہے، کیونکہ تعلیم چھوڑ دینے والوں کو اسکول نہ جانے والے بچوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

اس طریقے کا مسئلہ یہ ہے کہ تخمین شدہ لاگت صرف ایک بار کی لاگت ہوتی ہے۔ اس میں وہ لاگت ظاہر نہیں ہوتی جو حکومت کو پرائمری، مڈل یا ثانوی تعلیم کی تکمیل کے لیے بچوں کو اسکول میں رکھنے کے لیے برداشت کرنی پڑتی ہے۔ جدول 7ء میں اگلے 10 برسوں کے مجموعی اخراجات دکھائے گئے ہیں جو 2013-14ء میں داخل ہونے والے تمام طلبہ کی میٹرک تک 100 فیصد تعلیم کی تکمیل پر ہوں گے۔ ایسا نظر آتا ہے کہ اسکول نہ جانے والے تمام بچوں کو 2011-12ء کی قیمتوں پر اسکول میں داخل کرنے کے کل اخراجات تقریباً 494 ارب روپے ہوں گے۔

جدول ۱۷  
میٹرک تک پوری تعلیم مکمل کرنے کی لاگت کا تخمینہ (2011-12ء کی قیمتوں پر)

پرائمری				
2013-14ء میں کل آبادی (عمر 5 تا 9 سال)	اسکول نہ جانے والے بچے	فی اکائی سالانہ لاگت	10 سال کی لاگت	داخلوں کی کل لاگت
ملین	ملین	روپے	روپے	ملین
6.64	3.17	14,242	142,420	451,471
مڈل				
2013-14ء میں کل آبادی (عمر 10 تا 12 سال)	اسکول نہ جانے والے بچے	فی اکائی سالانہ لاگت	5 سال کی لاگت	داخلوں کی کل لاگت
ملین	ملین	روپے	روپے	ملین
3.2	1.95	13,158	65,790	128,290
میٹرک				
2013-14ء میں کل آبادی (عمر 12 تا 14 سال)	اسکول نہ جانے والے بچے	فی اکائی سالانہ لاگت	2 سال کی لاگت	داخلوں کی کل لاگت
ملین	ملین	روپے	روپے	ملین
3.2	1.30	13,158	26,316	29,737
مجموعی کیفیت				
2013-14ء میں کل آبادی (عمر 5 تا 14 سال)	اسکول نہ جانے والے بچے			داخلوں کی کل لاگت
ملین	ملین			ملین
13.14	6.25			499,898

## سندھ میں 100 فیصد بچوں کو اسکول میں داخل کرنے کا تخمینہ

اس حصے میں یہ جائزہ لیا گیا ہے کہ مختلف حالات میں سندھ میں 100 فیصد بچوں کو اسکول میں داخل کرنے کا ہدف حاصل کرنے کے اخراجات کیا ہوں گے۔ جدول اگلے صفحے پر دیکھیے۔

### مطالعے کے بنیادی تخمینے

اگرچہ مجموعی آبادی میں عمر کے متعلقہ گروپ کے تعلیم سے محروم بچوں کا حصہ کم ہو رہا ہے اور بجٹ میں مختص رقوم بڑھ رہی ہیں تاہم یہ رقوم اتنی نہیں کہ مستقبل قریب میں تمام بچوں کو داخل کرنے کے لیے کافی ہوں۔ یہاں ہم بچوں کو اسکول بھیجنے اور پرائمری اور میٹرک کی سطح پر 100 فیصد داخلے کے حصول کی لاگت کا تخمینہ لگا رہے ہیں، یہ فرض کرتے ہوئے کہ موجودہ رجحانات مستقبل میں جاری رہیں گے۔ جدول 8 میں تخمینہ شدہ آبادی، داخلے، سرکاری اور نجی اسکولوں میں داخلے، 2011-12ء کی قیمتوں پر بجٹ اخراجات، نجی اسکولوں کو سرکاری امداد اور ہر سال کے تخمینہ اخراجات کے فرق کا اندازہ دکھایا گیا ہے۔ اصل اخراجات کی وجہ سے 2011-12ء کو بنیادی سال چننا گیا ہے۔ 2012-13ء کے نظر ثانی شدہ اخراجات اور بجٹ 2013-14ء کے اعداد و شمار دستیاب ہیں لیکن امکان ہے کہ اصل اخراجات ان تخمینوں سے مختلف ہوں گے۔ جیسا کہ جدول 8 میں دیکھا جاسکتا ہے، تمام بچوں کو پرائمری اسکول میں داخل کرنے میں مزید تین دہائیاں لگیں گی، یعنی 2042-43ء تک ایسا ہو سکے گا اور تمام بچوں کو ثانوی اسکول میں داخل کرنے میں 39 سال لگیں گے، یعنی یہ ہدف 2051-52ء تک حاصل ہو سکے گا۔

جدول 8

بچوں کی آبادی، اسکول میں داخل بچے، اسکول نہ جانے والے بچے، بچہ اخراجات اور اخراجات کے فرق کا تخمینہ

محلی شعبے کے لیے امداد		سالانہ بجٹ میں مختص رقم		محلی شعبہ**		سرکاری شعبہ**		اسکول جانے والے بچوں کی کل تعداد		بچوں کی کل تعداد		
ملین		ملین		ملین		ملین		ملین		ملین		
سکھری	پرائمری	سکھری	پرائمری	یکٹھری	پرائمری	یکٹھری	پرائمری	سکھری***	پرائمری	14 سال	5 سال	سال
119	486	18,554	34,749	0.81	1.03	1.41	2.44	2.22	3.47	7.02	6.64	2013-14
128	500	19,898	35,773	0.87	1.06	1.51	2.51	2.38	3.57	7.33	6.68	2014-15
137	515	21,340	36,826	0.93	1.09	1.62	2.59	2.56	3.68	7.66	6.73	2015-16
147	530	22,885	37,911	1.00	1.12	1.74	2.66	2.74	3.79	7.99	6.77	2016-17
158	545	24,543	39,027	1.07	1.16	1.87	2.74	2.94	3.90	8.35	6.82	2017-18
169	561	26,321	40,176	1.15	1.19	2.00	2.82	3.15	4.01	8.72	6.86	2018-19
182	578	28,228	41,359	1.24	1.23	2.15	2.90	3.38	4.13	9.10	6.91	2019-20
195	595	30,273	42,577	1.32	1.26	2.30	2.99	3.63	4.25	9.50	6.95	2020-2021
209	612	32,466	43,831	1.42	1.30	2.47	3.08	3.89	4.38	9.92	7.00	2021-2022
224	630	34,818	45,122	1.52	1.34	2.65	3.17	4.17	4.51	10.36	7.05	2022-2023
240	649	37,340	46,451	1.63	1.38	2.84	3.26	4.47	4.64	10.82	7.09	2023-2024
258	668	40,045	47,819	1.75	1.42	3.04	3.36	4.80	4.78	11.30	7.14	2024-2025
276	688	42,946	49,227	1.88	1.46	3.26	3.46	5.14	4.92	11.79	7.19	2025-2026
296	708	46,057	50,676	2.02	1.50	3.50	3.56	5.52	5.06	12.32	7.23	2026-2027
318	729	49,393	52,169	2.16	1.55	3.75	3.66	5.92	5.21	12.86	7.28	2027-2028
341	750	52,972	53,705	2.32	1.59	4.03	3.77	6.34	5.36	13.43	7.33	2028-2029
365	772	56,809	55,286	2.49	1.64	4.32	3.88	6.80	5.52	14.02	7.38	2029-2030
392	795	60,924	56,915	2.67	1.69	4.63	4.00	7.30	5.68	14.64	7.43	2030-2031
420	819	65,338	58,591	2.86	1.74	4.97	4.11	7.82	5.85	15.29	7.48	2031-2032
451	843	70,071	60,316	3.07	1.79	5.33	4.24	8.39	6.02	15.96	7.53	2032-2033
483	868	75,147	62,092	3.29	1.84	5.71	4.36	9.00	6.20	16.67	7.58	2033-2034
518	893	80,591	63,921	3.53	1.90	6.12	4.49	9.65	6.38	17.40	7.63	2034-2035
556	919	86,429	65,803	3.78	1.95	6.57	4.62	10.35	6.57	18.17	7.68	2035-2036
596	946	92,690	67,741	4.06	2.01	7.04	4.76	11.10	6.77	18.97	7.73	2036-2037
639	974	99,404	69,736	4.35	2.07	7.55	4.90	11.90	6.97	19.81	7.78	2037-2038
686	1,003	106,605	71,789	4.67	2.13	8.10	5.04	12.77	7.17	20.69	7.83	2038-2039
735	1,033	114,328	73,903	5.00	2.19	8.69	5.19	13.69	7.38	21.60	7.89	2039-2040
789	1,063	122,610	76,080	5.37	2.26	9.32	5.34	14.68	7.60	22.56	7.94	2040-2041

846	1,094	131,492	78,320	5.75	2.32	9.99	5.50	15.75	7.82	23.55	7.99	2041-2042
907	1,125	141,018	80,536	6.17	2.39	10.72	5.65	16.89	8.04	24.59	8.04	2042-2043
973		151,233		6.62		11.49		18.11		25.68		2043-2044
1,043		162,189		7.10		12.33		19.42		26.81		2044-2045
1,119		173,938		7.61		13.22		20.83		28.00		2045-2046
1,200		186,538		8.16		14.18		22.34		29.23		2046-2047
1,287		200,051		8.75		15.20		23.96		30.52		2047-2048
1,380		214,543		9.39		16.31		25.69		31.87		2048-2049
1,480		230,085		10.07		17.49		27.56		33.28		2049-2050
1,587		246,753		10.80		18.75		29.55		34.75		2050-2051
1,702		264,628		11.58		20.11		31.69		36.28		2051-2052

\*\* یہ فرض کیا گیا ہے کہ سرکاری اور نجی شعبے کا تناسب برقرار رہے گا۔  
 پرائمری اسکول کی سطح پر مقررہ عمر سے زیادہ عمر کے بچوں کے داخلے کی وجہ سے آبادی سے کم۔  
 \*\*\*

## جدول 9

(2011-12 کی قیمتوں پر) اسکول داخلے کی متوقع لاگت (2017-18ء تک 100 فیصد بچوں کے اسکول داخلے کی متوقع لاگت)

نئی اسکولوں کو سرکاری امداد	نئی اسکولوں کو سرکاری امداد	سالاہ بچت میں مختص رقم	سالاہ بچت میں مختص رقم	نئی اسکولوں میں داخلے	نئی اسکولوں میں داخلے	سرکاری اسکولوں میں داخلے	سرکاری اسکولوں میں داخلے	بچوں کی کل تعداد			
سکندری	پرائمری	سکندری	پرائمری	سکندری	پرائمری	سکندری	پرائمری	14 سال	10 سال	5 سال	
ملین روپے				ملین							
				0.71	0.97	1.23	2.30	6.44	6.55		2011-12*
169	585	26,267	41,852	1.15	1.24	2.00	2.94	7.02	6.64		2013-14
216	661	33,517	47,283	1.47	1.40	2.55	3.32	7.33	6.68		2014-15
275	746	42,769	53,419	1.87	1.58	3.25	3.75	7.65	6.72		2015-16
351	843	54,575	60,351	2.39	1.74	4.15	4.24	7.99	6.77		2016-17
448	953	69,639	68,183	3.05	2.02	5.29	4.79	8.34	6.81		2017-18
* اصل اعداد و شمار											



## V- 2017-18ء تک لاگت

سندھ میں پی پی پی حکومت کی میعاد کے دوران 100 فیصد داخلے اور بچوں کو اسکول میں رکھنے پر کتنی لاگت آئے گی؟ اسی پارٹی نے اپنے پچھلے دور حکومت میں سندھ رائٹ ٹو چلڈرن ٹوفری اینڈ کمپلسری ایجوکیشن ایکٹ منظور کیا تھا۔ موجودہ میعاد 2013-14ء سے 2017-18ء تک ہے۔ جدول 8 سے کسی حد تک تصویر سامنے آتی ہے۔ آخری دو کالموں میں موجودہ خرچ اور سب بچوں کے اسکول میں داخلے کے لیے درکار خرچ کا فرق دکھایا گیا ہے۔ یہ اخراجات 2011-12ء کی مستقل قیمتوں پر ہیں۔ پانچ برسوں میں دونوں کے فرق کو ختم کرنے کے لیے حقیقی اعتبار سے مختص رقوم میں خاصے اضافے کی ضرورت ہے۔

2012-13ء کے نظر ثانی شدہ بجٹ تخمینوں کے مطابق حکومت سندھ نے پرائمری تعلیم پر 57.662 ارب روپے خرچ کیے اور 2013-14ء کے بجٹ میں 165.815 ارب روپے مختص کیے۔ یہ اعداد و شمار جدول 8 میں متعلقہ اعداد و شمار سے زیادہ ہیں کیونکہ وہ موجودہ قیمتوں پر ہیں۔ تاہم داخلے کے فرق پر اثر زیادہ نہیں۔ جہاں تک ثانوی تعلیم کا تعلق ہے، 2012-13ء کا نظر ثانی شدہ بجٹ 27.744 ارب روپے تھا جو جدول 8 میں درج حقیقی ضرورت سے کہیں کم تھا۔ 2013-14ء کے لیے بجٹ میں مختص رقم زیادہ، یعنی 36.161 ارب روپے تھی لیکن مہنگائی کا لحاظ رکھا جائے تو یہ اصل ضرورت سے کم ہوگی۔ ثانوی تعلیم میں اخراجات کا فرق پرائمری تعلیم سے زیادہ ہے۔

### جدول 9-اے سندھ بجٹ میں تعلیم پر کل اخراجات (ملین)

بجٹ 2013-14ء کا تخمینہ	نظر ثانی شدہ بجٹ 2012-13ء کا تخمینہ	بجٹ 2012-13ء کا تخمینہ	
65,815	57,662	51,771	پرائمری تعلیم
36,161	27,744	28,655	سکنڈری تعلیم
13,120	10,384	12,641	عام یونیورسٹیز کا لجز اور انسٹی ٹیوٹ
7,891	7,276	7,497	پیشہ ورانہ اور ٹیکنیکل یونیورسٹیز کا لجز اور انسٹی ٹیوٹ
972	424	413	ٹیچرز اور فنی تربیت
16,017	12,570	14,849	دیگر
139,976	116,061	115,826	تعلیم
			میو آؤٹ:
22.7	23.0	20.0	کل اخراجات کے تناسب میں تعلیم کے مجموعی اخراجات کا فیصد
16.5	16.9	13.9	کل اخراجات کے تناسب میں پرائمری اور سکنڈری تعلیم کے اخراجات کا فیصد
72.9	73.6	69.4	تعلیم کے کل اخراجات کے تناسب میں پرائمری اور سکنڈری تعلیم کے اخراجات کا فیصد
19.23	19.46	16.81	مجموعی صوبائی آمدنی کے تناسب میں پرائمری اور سکنڈری تعلیم کے اخراجات کا فیصد

## VI- نتیجہ

2011-12ء میں اسکول نہ جانے والے بچوں کی تعداد 3.28 ملین تھی۔ اس سال کے دوران سکندری اسکول میں داخلوں کی تعداد زیادہ، یعنی 4.5 ملین تھی۔ 2017-18ء میں سو فیصد بچوں کے اسکول میں داخلے کے لیے حکومت سندھ کو پرائمری تعلیم پر 271 ارب روپے اور سکندری تعلیم پر 227 ارب روپے حقیقی طور پر خرچ کرنے ہوں گے۔ علاوہ ازیں نجی شعبے کے اسکولوں کو 5 ارب روپے کی امداد دینی ہوگی تاکہ نجی اور سرکاری شعبے میں داخلوں کا موجودہ تناسب برقرار رہے۔

### جدول 10

#### سندھ: کل وصول شدہ آمدنی (ملین)

بجٹ 2013-14ء کا تخمینہ	نظر ثانی شدہ بجٹ 2012-13ء	بجٹ 2012-13ء کا تخمینہ	
400,062	325,777	373,619	وفاقی منتقلیاں اور راست منتقلیاں
91,370	73,296	73,189	صوبائی ٹیکس محصولات
28,813	27,416	23,444	غیر ٹیکس صوبائی آمدنی
8,951	12,330	8,292	وفاقی حکومت سے دیگر امداد
529,196	438,820	478,544	مجموعی عمومی آمدنی

مجموعی صوبائی اخراجات میں تعلیم کا حصہ 2012-13ء کے بجٹ سے 3 فیصدی درجے بڑھ گیا لیکن 2013-14ء میں کم ہو کر 22.7 فیصد رہ گیا۔ پرائمری اور ثانوی تعلیم، شعبہ تعلیم کے سب سے بڑے ذیلی شعبے ہیں جن کے لیے 2012-13ء کے نظر ثانی شدہ بجٹ کا 73.6 فیصد اور 2013-14ء کے بجٹ کا 72.9 فیصد مختص کیا گیا ہے۔ چنانچہ رواں سال میں کمی ہوئی ہے۔ 2012-13ء میں بڑھے ہوئے اخراجات کا سبب عام انتخابات اور اس کے حوالے سے ہونے والا خرچ ہو سکتا ہے۔ 2013-14ء کے بجٹ میں پرائمری اور ثانوی تعلیم پر ہونے والے اخراجات مجموعی خرچ کا 16.5 فیصد اور مجموعی محاصل کا 19.23 فیصد ہیں۔ 2017-18ء تک پرائمری اور ثانوی سطح پر تمام بچوں کے داخلے اور انہیں اسکول میں رکھنے کا ہدف حاصل کرنے کے لیے مجموعی اخراجات میں ان کا حصہ بڑھا کر کم از کم 25 فیصد کرنا ہوگا۔ یہ خرچ پورا کرنے کے لیے تمام صوبائی ٹیکس اور غیر ٹیکس وصولیوں کو پرائمری اور ثانوی تعلیم پر لگانا ہوگا۔ اس سے صوبائی وسائل بڑھانے کی ترغیب پیدا ہوگی جن میں اب خدمات پر سیلز ٹیکس کا ایک متحرک جزو شامل ہے۔

## Technical Annex

### Methodology for Estimating Out of School Children

Total Population of Age 5-9 in 2011-12 = 6.55 Million

Total Population of Age 10-14 in 2011-12 = 6.44 Million

Gross Enrolment at Primary Level age 5-9 in 2011-12 = 79 %

$$\text{Total Primary Enrolment} = \frac{79 \times 6.55}{100} = 5.1745$$

Net Primary Enrolment Rate of Age 5-9 in 2011-12 = 50 %

$$\text{Net Primary Enrolment of Age 5-9 in 2011-12} = \frac{50 \times 6.55}{100} = 3.275$$

Gross Enrolment rate at Primary Level age 4-9 in 2011-12 = 76 %

$$\text{Total Population of Age 4-9} = \frac{5.1745 \times 100}{76} = 6.81 \text{ Million}$$

Net Primary Enrolment rate of Age 4-9 in 2011-12 = 52 %

$$\text{Net Primary Enrolment of age 4-9 in 2011-12} = \frac{6.81 \times 52}{100} = 3.54$$

Students in Primary above 9 years = Total Primary Enrolment 2011-12 - Net Primary Enrolment of age 4-9 in 2011-12

$$\text{Students in Primary above 9 years} = 5.1745 - 3.54 = 1.6345 \text{ Million}$$

Result shows that almost 31.6 per cent students in Primary level are above 9 Years.

Out of School Children of Age 5-9 = Total Population of 5-9 – Net Primary Enrolment of Age 5-9

$$\text{Out of School Children of Age 5-9} = 6.55 - 3.275 = 3.275 \text{ Million}$$

**In 2011-12 almost 3.275 Million children of age 5 – 9 year are out of school.**

Total Population of age 10-14 = 6.44 Million

Students of age 10-14 enrolled at primary schools = 1.6345

Net Secondary Enrolment Rate in 2011-12 = 30 %

$$\text{Net Secondary Enrolment} = \frac{30 \times 6.44}{100} = 1.932$$

Total Out of School Children of age 10-14 = Total Population of age 10-14 – Number of Students enrolled at primary level of age 10-14 – Number of students of age 10-14 enrolled at secondary level.

$$\text{Total out of School Children of age 10-14} = 6.44 - 1.6345 - 1.932 = 2.8737 \text{ Million}$$

**In 2011-12 almost 45 per cent children of age 10-14 are out of school.**

Similar approach is applied to estimate the out of school children for rest of the years.